اِک بار چلے آؤ

سعدیہ عابد

اک بار چلے آؤ

سعدیہ عابد

''واٹ از دس! مائل درانی۔'' روحیل درانی نے فائل اس کے سامنے پٹخی تھی اور ان کے لہجے میں اتنی سختی تھی کہ اسے ہتک محسوس ہوئی تھی اور نگاہ اٹھانا مشکل ہو گیا تھا۔

''جب تمہیں مارکیٹنگ کی الف ب بھی نہیں معلوم تو تم نے کس سے پوچھ کر اس فائل کو اوکے کیا۔'' اس کی خاموشی بری طرح کھلی تھی اور وہ کمرے میں موجود ورکرز کا خیال کیے بغیر تحقیر سے بولے تھے۔

''پاپا! جو مسئلہ ہے مجھے بتا دیجئے میں درست کر دیتا ہوں۔'' وہ سرخ چہرے کے ساتھ بولا تھا۔

''تم میں اتنی صلاحیت ہوتی تو مسئلہ ہوتا ہی کیوں؟ آئندہ تم کسی فائل کو اوکے نہیں کرو گے سمجھے اور ارسلان (بھانجا) تم یہ فائل لے کر جاؤ، اسٹڈی کرو، کچھ لائن ہائی لائٹ کر دی ہیں میں نے تم مزید دیکھ لینا اور تمام غلطیاں کو دور کر کے فائل اگلے پندرہ منٹ میں میرے آفس میں لے

ناولٹ

کر پہنچو۔'' وہ بیٹے پر اپنے بھانجے کو فوقیت دیتے ہوئے اس کی اچھی خاصی تذلیل کر گئے تھے۔

اس نے باپ کو شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھا اور دھواں دھواں چہرے سے باہر نکلتا چلا گیا، رش ڈرائیونگ کرتا گھر پہنچا۔

''تھینک گاڈ، مائل کہ آج تم آفس سے جلدی آ گئے، مجھے رابعہ کے گھر جانا ہے میری گاڑی خراب ہے، جویریہ بھی چھٹی پر ہے تم مجھے رابعہ کے گھر چھوڑ آؤ۔'' وہ اس کو دیکھتے ہی شروع ہو گئی تھی جبکہ وہ اسے نظر انداز کیے اپنے کمرے کی طرف بڑھا جا رہا تھا اور وہ بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے بولے جا رہی تھی، حیران و حجونکا سی تو جب رہ گئی جب اس نے کچھ کہے بنا دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا، مگر وہ بھی جویریہ درانی تھی،

دروازہ پیٹنے لگی تھی۔

"تم نے اگلے دو سیکنڈز میں دروازہ نہیں کھولا ماثل تو میں تمہاری شکایت بڑے پاپا سے کر دوں گی۔" وہ غصہ سے چیخی تھی اور دروازے کے اس پار بے چینی سے ٹہلتے ماثل درانی کو آگ لگا گئی تھی۔

"جاؤ کر دو، میری شکایت، ڈرتا نہیں ہوں میں کسی سے۔" دروازہ کھول کر نہایت ترشی سے بولتا اسے متحیر کر گیا کہ اس لہجے میں اس نے پہلے کب بات کی تھی۔

"ماثل! تم مجھ سے یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو؟"

"کسی بھی لہجے میں کروں، میری مرضی، اب تم یہاں سے دفع ہو جاؤ، ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" وہ بات کاٹ کر دھاڑا اور کھینچ کر دروازہ بند کر دیا نازک مزاج جویریہ درانی کے آنسو گرنے لگے رات کو کھانے کی ٹیبل پر پہنچنے تک وہ کافی رو چکی تھی، چھوٹی سی ناک اور آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہو رہی تھیں، روحیل درانی کو اسے دیکھ کر تشویش ہونے لگی تھی۔

"جوی، تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" ان کا اتنا پوچھنا تھا کہ آنسو پھر بہنے لگے تھے۔

"ہم سب تو خود پریشان ہیں بھائی جان شام سے کمرہ بند کیے پڑی ہے، آپ کے بار بار بلانے پر آئی ہے۔" مریم بولی تھیں اور ان کے استفسار پر اس نے ساری بات بتا دی تھی۔

"ماثل..... ماثل!" وہ بات سنتے ہی بیٹے کو پکارنے لگے تھے، اس تک ان کی آواز نہیں گئی تھی اور ملازمہ کے پیغام پر وہ جب تک وہ آیا ان کا غصہ سوا نیزے پہ پہنچ چکا تھا۔

"چھوٹے بڑے کی رشتوں کی کوئی اہمیت تمہاری نگاہ میں رہ گئی ہے، یا رشتوں کا احترام اپنی شرم و حیا سب بیچ کھائی ہے۔" وہ اسے دیکھتے ہی تلخی سے بولے تھے، وہ بھی نیند سے جاگ کر آیا تھا اس کا ذہن مکمل بیدار نہ تھا وہ ناسمجھی سے باپ کو دیکھنے لگا اور اس کی خاموشی، وہ مزید بھڑک اٹھے۔

"تم نے شام جوی سے کیا بکواس کی تھی؟ اور اسے رابعہ کے گھر چھوڑ کر کیوں نہیں آئے؟" وہ خونخوار نگاہوں سے بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔

"میں نے جویریہ سے ایسا کچھ نہیں کہا تھا پاپا کہ آپ یوں مجھ پر غصہ ہوں۔" آفس کے بعد گھر میں اتنے لوگوں کے سامنے بے عزتی، مگر وہ باپ کے احترام میں سنجیدہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

"تو کیا جویریہ جھوٹ بول رہی ہے۔" مریم تلخی سے بولی تھیں۔

"مجھے نہیں پتہ جویریہ نے آپ سب سے کیا کہا ہے، میں بس اتنا جانتا ہوں کہ میں نے اس سے کوئی ایسی بات نہیں کی جس کا اتنا ایشو بنایا جا رہا ہے۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گیا تھا۔

"دیکھ رہے ہیں بھائی جان! یہ کس لہجے و انداز میں مجھ سے بات کر رہا ہے اور ایشو کی بات کرتا ہے، جویریہ کو اس نے دفع ہو جانے کو کہا اور کہتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں کی جو قابل گرفت ہو۔" وہ رونے لگی تھیں۔

"تمہیں تمہاری ماں نے بڑوں سے بات تک کرنے کی تمیز نہیں سکھائی، فوراً اپنی چچی امی اور جوی سے معافی مانگو۔" انہوں نے بیٹے کو بے دریغ گھورتے ہوئے سختی سے حکم دیا تھا۔

"سوری پاپا! میں ایسا نہیں کر سکتا ہوں۔" وہ بے لچک لہجے میں کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا، کمرے میں یکدم ہی سکوت چھا گیا تھا، مریم اور ثریا بیگم مزید بھڑکانے والی باتیں کرنے لگی تھیں اور وہ غصہ سے بیوی اور بیٹے کو برا بھلا کہنے لگے تھے۔

"بڑے پاپا! آئی ایم سوری، یہ سب میری وجہ سے ہوا۔" جو ہی واقعی شرمندگی محسوس کر رہی تھی اس کے لہجے و انداز میں اس نے کبھی بات نہیں کی تھی اس لئے وہ بچگانہ ری ایکٹ کر گئی تھی ورنہ وہ ان سے وہ سب کہنا بھی نہیں، لیکن اب کیا ہو سکتا تھا کیونکہ تیر تو کمان سے نکل چکا تھا۔

"اس میں تمہاری کیا غلطی، ساری غلطی تو ماثل کی ہے۔"

"مما پلیز۔" اس نے ماں کی زبان پر بند باندھنا چاہے تھے جو اس صدی کا سب سے مشکل ترین ایک طرح سے ناممکن ہی کام تھا، وہ ضد کر کے انہیں ہی کھانے کی ٹیبل تک لے گئی تھی اور وہ بھی سسکتیں پیچھے ہی آ گئی تھیں کہ دل کی بھڑاس نکالنے کے بعد تو بھوک مزید چمک گئی تھی، اسی لئے انہوں نے سیر ہو کر کھایا تھا جبکہ بڑے پاپا چند لقمے لے کر ہی اٹھ گئے تھے اور وہ بھی ماں کو تاسف سے دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆

روحیل درانی شہر کے نامی گرامی بزنس مین تھے، کاروباری حلقہ میں ان کی بہت عزت اور شہرت تھی، مگر کاروباری زندگی میں جتنے کامیاب تھے عائلی زندگی میں اتنے ہی ناکام، بیوی سے بنی نہیں اور وہ میکے سدھار گئی، ان کا ایک بیٹا بھی تھا یہ انہیں تب پتہ چلا جب بیٹا پچیس برس کا ہو گیا، ماروی تو اب بھی بیٹے کو نہیں بتاتیں کہ اس کا باپ کون ہے کہاں رہتا ہے، مگر اب ان کی زندگی کے کچھ ہی دن رہ گئے تھے اور بیٹا بھی اس قابل ہو گیا تھا کہ وہ اپنے حق کے لئے لڑ سکے اس لئے پچیس سالوں کے چھپائے راز اسے بتا دیئے اور وہ یوں جویریہ ولا میں چلا آیا، جو تھا تو اس کے باپ کا گھر جس پر اس کی چچی پھپھی اور ان کی اولادیں قابض تھیں، گھر میں چچی مریم (جویریہ کی والدہ) کا حکم چلتا تھا اور یہ سب اس کے لئے ناقابل برداشت ہوتا جا رہا تھا کیونکہ روحیل درانی کا اس کے ساتھ نہایت نفرت لئے ہتک آمیز سلوک تھا۔

☆☆☆

"ماموں! میں واپس آ رہا ہوں۔" اس نے دلگرفتگی سے اطلاع دی تھی۔

"ماثل بیٹا! لیکن کیوں؟ ابھی تو وہاں گئے تمہیں چھ ماہ بھی نہیں ہوئے، اتنی جلدی آ جاؤ گے تو تم اپنا حق کس طرح سے حاصل کر پاؤ گے؟" وہ تو سن کر ہی پریشان ہو گئے تھے۔

"مجھے ایسا حق نہیں چاہیے ماموں جو بے تحاشہ تذلیل کے بعد حاصل ہو، باقی سب کی تو آپ رہنے ہی دیں مگر پاپا کا رویہ بھی میرے ساتھ ایسا ہے کہ میں کیا بتاؤں آپ کو گھر تو گھر وہ آفس میں بیسیوں ورکرز کے سامنے مجھے بے عزت کر کے رکھ دیتے ہیں، آج جو کچھ بھی ہوا، اس میں میرا قصور نہ تھا، فائل میں ایسی ایسی غلطیاں تھیں کہ جنہیں دیکھ کر میرا دماغ گھوم گیا تھا، جبکہ وہ فائل پوری رات جاگ کر میں نے بنائی تھی اور اس میں ایک مسٹیک نہیں تھی، اس میں بے تحاشہ غلطیاں کہاں سے آ گئیں؟ آئی ڈونٹ نو۔" وہ پریشانی سے کہہ رہا تھا۔

"وہی تو تم سمجھ نہیں پا رہے ماثل! وہ لوگ تمہیں وہاں نہیں رہنے دینا چاہتے، اسی لئے اس طرح کی پرابلمز ہو رہی ہیں۔" ان کا انداز ناصحانہ تھا۔

"میں بس واپس آ رہا ہوں۔" وہ فیڈ اپ ہو چکا تھا۔

"پاگل مت بنو مائل! جو غلطی برسوں پہلے ماروی نے کی تھی، اسے تم دہراؤ مت۔" انہوں نے بھانجے کو ڈپٹا تھا۔

"ان لوگوں نے ماروی کے لئے وہاں ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے کہ ماروی نے خود ہی اپنا گھر چھوڑ دیا، اپنے حقوق سے دستبردار ہو گئی، مگر تم نے اپنی ماں کی طرح ہمت نہیں ہارنی، ڈٹ کر ان لوگوں کا مقابلہ کرنا ہے، بات زمین جائیداد کی نہیں ہے، تم نے صرف اپنے باپ کی نگاہ میں سمانا ہے، انہیں اپنے ہونے کا احساس دلانا ہے، صرف اس لئے میں نے تم سے کہا کہ تم وہاں کوئی بدتمیزی نہیں کرو گے، لیکن میں شاید غلط تھا، جسے ماروی کا صبر اس کی خاموشی رائیگاں گئی تھی، اسے اس کی اچھائی کا کوئی صلہ نہیں ملا تھا، تو تمہیں کیسے ملے گا؟ وہ لوگ نرمی کے قابل ہیں ہی نہیں اور اتنا تو تم بھی جانتے ہو گی سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو انگلی ٹیڑھی کر لینی چاہیے، تم ان لوگوں کو ان کے مزاج، ان کے انداز و نفسیات کے مطابق ٹریٹ کرو گے۔" وہ درشتگی سے اسے مشورہ دے رہے تھے۔

"لیکن ماموں!" وہ تحیر سے کہنے لگا تھا کہ انہوں نے موقع نہیں دیا۔

"لیکن، ویکن، کچھ نہیں مائل! جو کہا ہے تم وہی کرو گے، اینٹ کا جواب پتھر سے دو گے، تم نے اپنا حق حاصل کرنا ہے، پچیس برس سسک سسک کر تمہاری ماں نے مریم نامی عورت کی وجہ سے زندگی گزاری، سہاگن ہو کر ابھاگن بن گئی صرف اس عورت کی وجہ سے، لیکن اب وہ اور اس کے بچے تمہاری خوشیاں نہیں چھین سکتے، تم نے اپنے باپ کو اپنے ہونے کا احساس کیسے بھی دلانا ہے۔" وہ دکھی لہجے میں بول رہے تھے۔

"میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں مما کو ان کی خوشیاں لوٹاؤں گا، چچی کا اصل چہرہ، پاپا کے سامنے لا کر ان کو ان کی ہر غلطی اور زیادتی کا احساس دلاؤں گا، آپ سے وعدہ ہے ماموں کہ میں بہت جلد اپنے پاپا کو مما کے پاس لاؤں گا۔" اس کا لہجہ بھیگ رہا تھا۔

"میں فون رکھتا ہوں مائل! اپنا خیال رکھنا اور اتنا یاد رکھنا کہ انتقام کی آگ کو اتنا ہی بھڑکانا کہ جو تمہاری ماں کی پرورش پر انگلی نہ اٹھا سکے، تم نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ضرور ہے لیکن اپنے معیار سے بھی نہیں گرنا۔" سجاد حسین اسے گہری سنجیدگی سے ہدایات دے رہے تھے اور ان کی بات سن ایک فخریہ مسکراہٹ اس کے لبوں پہ بکھر گئی تھی۔

"مما اور آپ کو کسی قسم کی مجھ سے شکایت نہیں ہو گی، اپنا خیال رکھیے گا۔" وہ رابطہ منقطع کر کے سونے لیٹ گیا، ماموں سے بات کر کے وہ کچھ پرسکون ہو گیا تھا کیا، کیسے کرنا ہے؟ یہ سب سوچتے سوچتے ہی اپنی عزیز از جان ہستی کو کال ملانے لگا تھا۔

☆☆☆

"تم ابھی تک تیار نہیں ہوئے، آفس نہیں جانا ہے؟" روحیل درانی اسے نائٹ ڈریس میں دیکھ کر اچنبھے سے بولے تھے کیونکہ آج وہ ڈائننگ ہال میں پہلے ہی دیر سے آیا تھا۔

"نہیں، جویریہ ذرا ایک گلاس مجھے جوس تو نکال کر دو، ناشتہ نہیں کروں گا۔" اس نے ایک لفظی ناں کہہ کر جلدی جلدی ناشتہ کرتی جویریہ کو مخاطب کیا تھا۔

"ناشتہ کیوں نہیں کرو گے بیٹا؟ تم نے تو رات کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔" جویریہ نے کمال فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے جوس نکال کر دے دیا تھا اور مریم نہایت نرمی و حلاوت

سے بولی تھیں۔

"رات مجھے کھانے کے لئے بلایا جاتا تو ضرور میں کھانا کھاتا، بعد میں تو بے عزتی سے ہی پیٹ بھر گیا تھا۔" وہ سنجیدگی سے کہتا جوس پینے لگا تھا باقی سب اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"آفس نہ آنے کی وجہ؟" راحیل صاحب بھی متحیر تھے ورنہ اب تک اس کا خاموش، عزت دیتا روپ ہی دیکھا تھا انہیں لگا تھا کہ شاید رات کا غصہ ہے، اسی لئے خود کو کمپوز کر کے پوچھا تھا۔

"مجھے بزنس سے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے، میں دو اور دو چار کرنے والا مائنڈ نہیں رکھتا، اسی لئے ہر روز کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہو جاتی ہے، روز بے عزتی کروانے سے بہتر ہے پاپا کہ میں اپنی مرضی اور شوق کے مطابق فیلڈ چوز کر لوں۔" وہ کہہ کر جانے کے لئے اٹھ گیا۔

"آج میری ایک دوست آ رہی ہے، لاہور سے وہ یہاں مجھ سے ملنے آ رہی ہے اس لئے یہیں رہے گی، اسے کسی قسم کی شکایت نہیں ہونی چاہیے۔" اس کا لہجہ بے لچک تھا کسی کے کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہ تھی مریم بول پڑیں۔

"بھائی صاحب گھر میں بچیاں ہیں، ایسے کیسے کسی غیر کو گھر بلا کر ٹھہا لیں، وہ نہ جانے کیسی عادات و فطرت کا ہو گا۔"

"پاپا اس کی گارنٹی میں لیتا ہوں، اس سے آپ لوگوں کو کسی قسم کی کوئی پرابلم نہ ہو گی اور امید کروں گا کہ یہاں کے سب لوگ اور خاص کر پاپا آپ اس کے ساتھ اچھا رویہ رکھیں گے اور جب تک وہ یہاں ہو گی آپ مجھ سے اپنی تمام نفرتیں و غصہ کچھ دنوں کے لئے بھلا دیں گے کہ میں نے حجاب سے یہی کہا ہے کہ میرے پاپا مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں، میری چچی اور پھپھی میرا بہت خیال رکھتی ہیں، حقیقت تو اس کے برعکس ہے، آپ یہاں محض مجھے برداشت کر رہے ہیں، لیکن زیادہ دن نہیں پاپا، وہ یہاں ایک مہینے کے لئے آ رہی ہے کیونکہ اس کے پیرنٹس لندن گئے ہوئے ہیں اور یہاں اسے ایک کمپنی سے میں چار ہفتوں کی انٹرن شپ کرنی ہے اس کے لئے انٹرویو دینا ہے، میں ایک ماہ بعد اسی کے ساتھ لوٹ جاؤں گا کہ میں یہاں کسی بھی چیز پر قابض نہیں ہونا چاہتا تھا۔ پاپا یہاں آپ کے پاس اتنے رشتے ہیں، اتنے محبت کرنے والے لوگ ہیں اسی لئے آپ نے کبھی اپنی سگی اولاد کی کمی محسوس کی ہی نہیں اور نہ ہی میرے آنے کے بعد آپ کے اندر کوئی احساس جاگا، کہ کوئی کمی ہوتی تو آپ بے قرار ہوتے، میں نے بچپن سے ہی باپ کی کمی محسوس کی تھی اس لئے آپ کا ناروا ہتک آمیز سلوک برداشت کیا، آگے بھی کر سکتا ہوں لیکن مجھے تو یہاں سے جانا ہے کہ میری مما اکیلی ہیں، ان کا میرے سوا کوئی نہیں ہے، ہم دونوں ہی ایک دوسرے کا جینے کا سہارا ہیں، میں یہاں آپ کی جائیداد کے لئے نہیں آیا پاپا آپ کے لئے آیا تھا اور جب آپ ہی میرے نہیں ہو سکتے، مجھے قبول نہیں کر سکتے تو میں جلد بہت جلد چلا جاؤں گا۔"

وہ نم آنکھوں سے باپ کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جس پر پچھتاوے کے سائے لرزاں تھے اور وہ انہیں اور باقی سب کو ساکت چھوڑ وہاں سے نکلتا چلا گیا، کمرے میں آ کر اس نے خود کو کمپوز کیا کہ وہ اداکاری کر کے نہیں آیا لفظ لفظ سے اس کے جذبات چھلک رہے تھے، اس نے باپ کی کمی کو بچپن ہی سے کتنا محسوس کیا تھا، بچوں کو ان کے والد کے ساتھ دیکھ کر کیسے تڑپا تھا اور یہاں باپ کو دیکھ کر لگا تھا کہ ہر محرومی اب ختم ہو جائے گی لیکن نہیں جسے چھاؤں سمجھا وہ تو کڑی دھوپ ثابت ہوئی۔

روحیل درانی نے اسے سینے تک نہیں لگایا تھا اور ان کا رویہ وہ جوان جہان لڑکا جو بچپن سے باپ کے نہ ہونے پر رویا تھا بھری جوانی میں باپ کے ہونے پر بلک بلک کر رویا تھا اس کی ماں نے اس کے باپ کی ہر اچھی و بری بات عادت و فطرت خود پر کیا ظلم بتایا تھا، اس کے باوجود بھی وہ خوش فہم تھا، مگر ساری خوش فہمیاں ان کی نفرت کی نظر ہو گئی تھیں۔

اس نے ماموں کے کہنے پر بہت سوچا اور روحیل سکندر کو وہ چھ ماہ میں جتنا آبزرو کر پایا تھا اس کو سوچنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ باپ کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھائے گا جس سے اس کی چچی اور پھپھی اٹھاتے آئے تھے، اسی لئے اس نے آج سے ہی اموشنلی بلیک میلنگ کا آغاز کر دیا تھا، وہ گہری سوچ میں تھا کہ اس کا سیل بج اٹھا۔

''مائل! ناشتہ کر لیا آپ نے؟'' سلام دعا کے بعد وہ چھوٹتے ہی پوچھ رہی تھی۔

''دل نہیں کر رہا تھا جوس لیا ہے میں نے، یو ڈونٹ وری۔''

''آپ وہاں جا کر بہت لاپرواہ ہو گئے ہیں۔''

''مجھے تو لاپرواہ ہونا ہی تھا، میرا خیال رکھنے کو تم جو میرے پاس نہیں ہو۔'' وہ زیر لب مسکرا کر بولا تھا۔

''میں آپ کے پاس آ رہی ہوں۔'' وہ جلدی سے بولی تھی۔

''ہاں یہ فیصلہ میں نے اور ماموں نے متفقہ طور پر لے تو لیا ہے مگر یہاں کے حالات اور لوگ ایسے نہیں ہیں کہ تم یہاں آؤ، تم اس طرح کے رویوں کی عادی نہیں ہو، حجاب تم برداشت نہیں کر پاؤ گی۔'' وہ اداسی سے بولا تھا۔

''پھپھو کے لئے ان کی خوشیاں لوٹانے کے لئے میں کچھ بھی برداشت کر سکتی ہوں، آپ پریشان نہ ہوں۔'' وہ نہایت نرمی سے بولی تھی۔

''مما کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے نہ؟''

''وہ مان نہیں رہی تھیں مگر پاپا اور میں نے منا لیا۔'' اس نے اپنا کارنامہ فخریہ انداز میں بتایا تھا۔

''واہ بھئی کیا بات ہے۔'' وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

''آپ ہماری صلاحیتوں سے واقف ہی کب ہیں۔'' وہ اس کے لہجے کی سرشاری محسوس کر کے قہقہہ لگا گیا تھا۔

''اتنا بھی ناواقف نہیں ہوں۔'' وہ دھیمے سے بولا تھا۔

''آپ نے یہ کیوں کہا کہ آپ مجھے میری اصل شناخت کے ساتھ پاپا سے متعارف نہیں کروائیں گے؟''

''رات میں نے ایسا کچھ نہیں سوچا تھا، یہ تبدیلی ماموں کے کہنے پر کی گئی ہے، وجہ میں بھی نہیں جانتا، میرے بہت پوچھنے پر بھی انہوں نے کچھ نہیں بتایا، ورنہ یہ تو مجھے بھی بڑا ہی عجیب لگ رہا ہے۔'' وہ اس بات کو لے کر قدرے مضطرب تھا۔

''اوہوں وہ تو جب آپ نے صبح آٹھ بجے میسج کیا تھا، میں تب ہی سمجھ گئی تھی کہ آپ کی پاپا یا پھپھو سے بات ہوئی ہے۔'' اور یہ سچ بھی تھا۔ اس نے ماموں سے بات کرنے کے بعد سونے میں ناکام ہو کر بیوی سے بات کی تھی اور اس نے واپس آ جانے کا کہا تھا وہ تبھی اسے مس کر رہا تھا اس لئے اس نے اسے کراچی بلانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اس سے رابطہ منقطع کر کے اس نے اپنے ماموں سے مشورہ کیا تھا انہوں نے انکار تو نہیں کیا

تھا مگر عجیب و غریب شرط رکھ دی تھی۔

''لیکن ماموں جان؟'' جسے سن کر وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہو گیا تھا۔

''لیکن ویکن چھوڑو، حجاب کو وہاں آنے دو، جو کہا ہے اس پر عمل کرو، کچھ عرصہ بعد خود ہی تمہیں میری بات کے پیچھے چھپی مصلحت سمجھ آ جائے گی، مگر تم حجاب کا خیال بہت رکھنا، اجنبی لوگوں میں پہلی دفعہ رہے گی۔''

''ہاں یار بس ٹینشن میں ہوں نہ تو بس کچھ کا کچھ ہی کہہ جاتا ہوں، اب تم آ جاؤ گی تو مجھے سنبھال لو گی یہاں آ کر میں بہت تنہا و اکیلا ہو گیا ہوں، بابا سے کتنا قریبی رشتہ ہے مگر......'' اس نے لب بھینچ لئے تھے۔

''آپ پریشان نہ ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' وہ اداس ہونے لگا تھا کہ اس نے تسلی دی تھی۔

''اور آپ مجھے یاد سے ائیر پورٹ لینے آ جائے گا کہ کہیں میں اجنبی شہر میں اجنبی لوگوں میں گھری پریشان ہی ہوتی رہوں۔'' اسے تکلیف دہ موضوع سے ہٹانے کو بولی تھی۔

''آپ کو لینے تو جناب اڑ کر پہنچ جاؤں گا، ویسے تم اکیلے سفر کر لو گی یا میں آ جاؤں؟'' اسے یکدم ہی فکر ہوئی تھی۔

''آپ کو آنے کی ضرورت نہیں ہے، اکیلے تو میں آ ہی نہیں سکتی تھی، اس لئے بابا کے ساتھ آ رہی ہوں۔''

''وہی تو میں کہوں جس لڑکی نے کبھی گھر سے اسکول کا سفر اکیلے نہیں کیا، وہ لاہور سے کراچی کا سفر اکیلے کیسے کرے گی؟'' وہ مطمئن ہو کر اسے چھیڑ رہا تھا۔

''اچھا اب میرا مذاق نہ بنائیں کہ مجھے پہلے ہی ڈر لگ رہا ہے، میں وہاں کیسے رہ پاؤں گی؟''

''میں ہوں نہ تو تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''آپ کی وجہ سے، آپ کے سہارے ہی تو آ رہی ہوں، لیکن یہ مت بھولیں کہ میں اصل شناخت کے ساتھ نہیں آ رہی اور جناب بیوی اور دوست میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔'' رات کی اس کی بے قراری تصور میں لا کر اسے چھیڑا تھا، اس نے بے ساختہ ہی قہقہہ لگایا۔

''آئی نو مائی سویٹ وائف، پورے ایک سال نکاح اور بچپن سے ہی منگنی رہی تھی، میں اسی آنکھ مچولی سے وقت کی یادیں تازہ کر لوں گا، مما اور ماموں سے چھپ کر تمہیں فون کرتا تھا، اب چچی اور پاپا سے چھپاؤں گا، اچانک تمہارے کالج پہنچ جاتا تھا اور تم ہزار نخروں اور خدشوں کے بعد میرے ساتھ ڈیٹ پر جاتی تھیں، یہاں تمہیں شہر کراچی گھمانے کے نام پر ڈیٹ پہ لے جایا کروں گا، تم آؤ تو سہی میں نے بھی کوئی کچی گولیاں نہیں کھیلیں، جیسے ماما اور ماموں میرے کارناموں سے ناواقف رہے تھے یہاں بھی کسی کو پتہ تک نہیں چلے گا کہ تم میری محبت میری بیوی ہو۔'' وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''کچھ شرم کر لیں مائل آپ کے ارادے تو بڑے ہی خطرناک ہیں، مجھے اپنا ارادہ بدلنا ہو گا کہ بابا اور پھپھو آپ کے کسی کارنامے سے بھی انجان نہیں رہے، پھپھو اور مما کی اجازت سے ہی میں آپ سے بات کرتی تھی آپ کے ساتھ چلی جایا کرتی تھی، وہ میرے اپنے تھے انہوں نے مجھے ہمیشہ پیار اور عزت سے سپورٹ کیا، وہاں کوئی اشو ہی نہ بن جائے، پھپھو بہت بہادر تھیں کہ وہ خود پر کردار پر لگے الزام کو اپنی اچھائی کے خیال اور اللہ کی رضا جان کر برداشت کر گئیں، میں نہیں کر پاؤں گی، میرا وہاں آپ کے دوست

کی حیثیت سے آنا مجھے مشکوک بنا دے گا۔'' وہ ہنس کر کہتی یکدم پرسوچ انداز میں نئے خدشے بیان کرنے لگی تھی۔

''مجھے مما پر لگے الزام کو ہی تو دھونا ہے ان کی اچھائی کو ثبوت کی ضرورت نہ تھی مگر تائی نے جو کیا اس کے بعد میں مما کی اچھائی کو ان کے ہر ایک کے خاص کر پاپا کے سامنے ثابت کروں گا اور میں اتنا کمزور نہیں ہوں کہ میرے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی ایک لفظ بھی کہہ دے، تم بیوی ہو میری، میں پاپا کی طرح اپنی بیوی کو دنیا کی بھیڑ میں اکیلا نہیں چھوڑوں گا، مجھ پر بھروسہ رکھو حجاب، میں تم پر آنچ بھی نہیں آنے دونگا اور ماموں کے فیصلے کو میں کچھ نہ کچھ سمجھ گیا ہوں کہ نہوں نے کیوں تمہیں، میری دوست بنا کر بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔'' اس کا ذہن بہت کچھ سوچ رہا تھا۔

''لیکن میں سمجھ نہیں پا رہی۔'' وہ الجھن میں تھی۔

''میں ہوں ناں، میں سب سمجھا دوں گا، بس تم ہمارا نکاح نامہ ضرور ساتھ لے کر آنا۔'' وہ سوچتے ہوئے بولا تھا۔

''نکاح نامہ ساتھ رکھنے کا تو پھپھو نے بھی مجھے کہا تھا، آپ سب لوگ آخر کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟'' اس کے لہجے میں ڈر اور تشویش مائل نے صاف محسوس کی تھی۔

''تم بس وہ کرو جو سب نے اور میں نے کہا ہے اور مما آتے ہوئے تمہیں جو بھی ہدایت دیں اسے غور سے سننا، یہاں تک کہ ان کی عام سی کہی ہوئی بات کو بھی پلو سے باندھ لینا اور باقی میں سمجھا دوں گا۔'' وہ بات کو طول دینے کی بجائے اب کے تختی سے بولا تھا اور وہ خاموش ہو گئی تھی کہ اس کی شادی کو محض گیارہ ماہ ہوئے تھے، پچھلے چھ ماہ سے وہ دونوں دور تھے مگر اس نے اس کے ساتھ بچپن سے جوانی کا حسین دور لڑتے جھگڑتے محبت کرتے گزارا تھا اور وہ اس کے مزاج سے بہت حد تک واقفیت رکھتی تھی، اس کے لہجے سے ہی اس کی خفگی و سنجیدگی و شرارت بھانپ جاتی تھی اور اس وقت وہ محسوس کر چکی تھی کہ اس کا فیصلہ اٹل ہے اب وہ اس کی نہیں سنے گا۔

''فرجاد! کی کوئی فون کال نہیں آئی؟'' اپنے سالے کے بارے میں پوچھا تھا۔

''میں تو بتانا بھول ہی گئی تھی مائل! لالے گیارہ فروری کو واپس آ رہے ہیں۔'' اس نے خوشی و جوش سے بتایا تھا اور وہ بھی اتنی بڑی خوشی کی خبر پا کر اپنے اندر سکون و اطمینان اترتا محسوس کرنے لگا۔

''یعنی فرجاد کے آنے میں صرف پندرہ دن باقی ہیں۔'' اس کے لہجے میں خوشی تھی۔

''جی لیکن پھپھو نے انہیں کچھ نہیں بتایا ہے نہ ہی بتانا چاہتی ہیں آپ کو بھی لالے کو کچھ بتانے سے منع کیا ہے۔''

''مما کی مصلحتیں بس وہی جانیں۔'' اس نے کچھ اپنی باتیں کر کے فون بند کر دیا تھا۔

☆☆☆

''آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں، سب ٹھیک تو ہے؟''

''پہلے میں مائل کو لے کر پریشان تھی، اچانک ہی نہ جانے کہاں سے ٹپک پڑا، بھائی صاحب کا اکلوتا بیٹا ہے سب کچھ وہ اسی کے نام کر دیں گے، اس لئے اس کے خلاف بھائی صاحب کے دل میں زہر بھرا اور کچھ وہ بھی ماں کا ہی پرتو ہے، اسے ٹریپ کرنا اسے برا ثابت کرنا مشکل ثابت نہیں ہوا، مگر اس نے بھی یکدم ہی پینترا بدلا اور اوپر سے اس حسین بلا کو لے آیا، بھائی صاحب

کا بیٹے کے ساتھ بدل جانے والا رویہ تو برسوں کی محنت پر لگتا ہے پانی ہی پھیر دے گا۔''

''دونوں مل کر بھائی صاحب کے ہر وقت آگے پیچھے بھی تو پھرتے رہتے ہیں، وہ لڑکی مائل کی دوست سے بڑھ کر کچھ ہے اور مجھے تو لگتا ہے مائل اسی سے شادی کرے گا اور جس طرح آج کل باپ بیٹے میں خوب بن رہی ہے کہیں بھائی صاحب اپنی ساری دولت بیٹے کے نام نہ کر دیں اور ایسا ہوا تو ہم تو سڑک پر آ جائیں گے۔'' کلثوم پھپھو نے دل کی بھڑاس نکالی تھی۔

''یہی تو دھڑکا مجھے بھی لگا ہے جس دولت کے لئے ماروی کو اس گھر سے دور کیا وہ دولت اب ہاتھ سے جاتی لگ رہی ہے، ماروی کو تو اس گھر سے نکالنے کی ہماری تمام چالیں کامیاب ہو گئی تھیں، لیکن مائل کو تو یہاں سے نکال ہی نہیں سکتے کہ وہ بھائی صاحب کا اکلوتا بیٹا ہے، ان کی تمام جائیداد کا وارث، اس گھر سے نکال بھی دیں گے تو اس کا حق ختم نہیں ہو گا، وہ وقت بس آنے ہی والا ہے جس ہم اس گھر میں ناکارہ شے بن جائیں گے اور ماروی ایک دفعہ پھر اپنی راجدھانی میں لوٹ آئے گی اور ہم سب یہاں سے آؤٹ۔'' پریشانی ان کے لہجے و چہرے سے عیاں تھی، جویریہ آگے بڑھی تھی کہ پھپھو کی بات پر ایک بار پھر تھم گئی تھی جبکہ آنسو اس کی خوبصورت آنکھوں سے موتیوں کی طرح گرتے جا رہے تھے۔

''ابھی بھی ہمارے ہاتھ میں ترپ کا پتہ ہے، مگر اسے یوز صرف آپ کر سکتی ہیں؟'' کلثوم پھپھو کے چہرے پر چمک سی آ گئی تھی اور مریم انہیں سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی تھیں کہ ان کا مثبت اشارہ پا کر وہ بولیں۔

''مائل اور جویریہ کی شادی۔'' ایک لمحے کو تو وہ سمجھیں ہی نہیں تھیں کہ کلثوم نے کیا کہا تھا، مگر جیسے ہی سمجھ آیا ان کی آنکھوں میں بھی چمک سی اتر آئی۔

''مائل اور جویریہ کی شادی ہو گی تو جویریہ آپ کے پاس ہی رہے گی اور ساری جائیداد بھی ہاتھ سے نہیں نکلے گی۔'' ان کی خاموشی کو انکار سمجھ کر وہ اپنی کہی بات میں وزن ڈالنے کے لئے دلائل دینے لگی تھیں۔

''اوہوں، آئیڈیا تو اچھا ہے، لیکن اپنی ایکسائٹمنٹ یا جائیداد کے لئے تم بھول رہی ہو کہ جویریہ، حسان کی منگیتر ہے اور اس منگنی میں ہم سب کی مرضی کے ساتھ دونوں کی خوشی و خواہش شامل تھی، کیا حسان اتنی آسانی سے اپنی محبت سے دستبردار ہو گا جائے گا؟ اور کیا جویریہ اس سب کے لئے راضی ہو جائے گی؟'' ہاں میں ہاں ملا کر اب وہ خدشے بیان کر رہی تھیں۔

''ماروی کسی بھی قیمت پر میری بیٹی کو بہو نہیں بنائے گی اور مائل کے ایک دفعہ قدم یہاں جم گئے تو وہ بھی کسی بھی دن یہاں آ ٹپکے گی، کیونکہ بھائی صاحب نے اسے طلاق نہیں دی تھی۔'' وہ غصہ سے کہہ رہی تھیں۔

''حسان کو تو میں ہینڈل کر لوں گی، اب وہ اتنا بیوقوف نہیں ہے کہ لگژری لائف کو چھوڑ کر محبت کی مالا جپتا رہے، ہاں ماروی کو کیسے ہینڈل کرنا ہے یہ پہلے کی طرح آپ کو سوچنا ہو گا۔'' کلثوم نے تمام فیصلے ان پر چھوڑ دیئے تھے۔

''اوہوں، میں آج ہی بھائی صاحب سے بات کروں گی۔'' وہ گہری سوچ میں ڈوبی ہوئیں تھیں، اس سے پہلے کہ جویریہ کمرے میں داخل ہوتی کہ اسے سامنے سے مائل درانی آتا دکھائی دیا تھا، مائل نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا تھا جبکہ وہ روتی ہوئی واپس اپنے کمرے میں چلی گئی

تھی، اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ اس کی ماں ایسی ہوگی؟ اتنی حاسد اور دولت کی پجارن کہ وہ رشتوں کا تقدس تک بھول جائے، گھر اور زندگی اجاڑ دے؟ وہ ماں سے بات کیا، کیسے کرنے کی ہی الجھن میں ہی تھی کہ وہ پہلے ہی چال چل گئی تھیں۔

☆☆☆

''بھابھی! پلیز روئیے نہیں، ہماری جوی کے لئے لڑکوں کی کمی نہیں ہے۔'' وہ ساری صورتحال جان کر پریشان تھے مگر بولے خود کو کمپوزڈ کر کے تھے۔

''پہلے نہیں تھی بھائی صاحب! اب ہو گئی ہوں، رشتہ ٹوٹنا عام بات تو نہیں ہے، ہم کیا کہہ کر اپنی بچی کو غلط نگاہوں اور جملوں کے وار سے بچا سکیں گے؟ رشتہ ٹوٹنے کا کیا سبب بتائیں گے؟ حسان نے کیوں میری معصوم بچی کے ساتھ یہ سب کیا؟ نہیں کرنی تھی شادی تو دھوم دھام سے منگنی کیوں کی تھی؟'' وہ زور و شور سے رو رہی تھیں۔

''میں آپ سب سے بہت شرمندہ ہوں، حسان سے مجھے ایسی کوئی امید نہ تھی، کیا پتہ تھا کہ وہ باہر جا کر مغربیت کے سانچے میں ڈھل جائے گا۔'' کلثوم نے بھی بے چارگی و افسردگی دکھائی تھی۔

''تمہاری شرمندگی سے میری معصوم بچی کے دامن میں لگا داغ تو نہیں دھلے گا نہ۔'' وہ بدتمیزی سے بولی تھیں۔

''بھابھی! جوی مجھے بھی عزیز ہے، ارسلان کا جب سے نکاح نہ ہوا ہوتا تو میں جوی کو ارسلان کی دلہن بنا لیتی کہ کسی طرح تو ایک بیٹے کے کیے کا بوجھ ڈھو لیتی۔''

''مجھے کسی کے احسان کی اب ضرورت نہیں ہے، ایک نہ بہت اچھا کیا ہے نہ جو دوسرے سے امید لگاؤں۔'' وہ تڑخ کر بولی تھیں۔

''بھابھی! پلیز کیوں آپ اتنا شور کر رہی ہیں کہا نہ میں نے آپ جوی کی فکر نہ کریں وہ میری بھی بیٹی ہے، اس کی بہت اچھی جگہ شادی کروں گا، ایک حسان پر زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔'' ہوان دونوں کو الجھتے دیکھ رہے تھے یکدم قدرے غصہ سے بولے تھے۔

''جب اپنوں نے ہی قدر نہ کی غیروں سے کیا امید رکھوں؟ میں نے تو آپ سے کہا تھا بھائی صاحب، ابھی جوی چھوٹی ہے اتنی عمر نہیں ہے کہ ہم منگنی کرنے میں عجلت سے کام لیں حسان کی واپسی پر انحصار کھتے ہیں، مگر آپ نہیں مانے اور لگ گیا میری بچی پر داغ۔''

''اوف بھابھی کیا ہو گیا ہے، معمولی بات کو اتنا بڑا کیوں بنا رہی ہیں؟''

''کیونکہ مجھے اپنی بیٹی کی فکر ہے ہمارے معاشرے میں منگنی ٹوٹ جائے تو شادی میں ہزار مسئلے ہوتے ہیں، شادی ہوتے میں مسئلہ، شادی کے بعد مسئلے، لوگ تو کیڑے لڑکی میں اس کے کردار میں ہی نکالتے ہیں۔'' وہ ان کے اشتعال کو کسی خاطر میں ہی نہ لائی تھیں۔

''کوئی نہیں نکالے گا، کچھ برا نہیں ہوگا جوی کے ساتھ، جوی کی شادی مائل سے ہوگی۔'' انہوں نے دھماکہ کیا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھنے لگی تھیں دونوں کا ڈرامہ کامیاب ہو گیا تھا۔

''مائل سے، مائل کبھی راضی نہیں ہوگا۔'' انہوں نے حیرانگی کے بعد نفی میں سر ہلایا تھا۔

''وہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے، جوی کی شادی مائل سے ہی ہوگی، آپ بے فکر رہے اور اس موضوع کو بند کر دیجئے۔'' ان کا انداز بے لچک

تھا۔

''آپ مائل کی مرضی تو معلوم کر لیں۔'' کلثوم نے مداخلت کی تھی۔

''میں ضروری نہیں سمجھتا، رشتہ پکا ہو گیا ہے، جوی گریجویشن کے پیپر دے دے اس کے بعد شادی ہو جائیگی۔'' وہ کہہ کر ٹھہرے نہ تھے اور وہ دونوں فاتحانہ نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگی تھیں۔

☆☆☆

انہوں نے مائل کو اپنے کمرے میں بلا کر کہا تھا۔

''مائل! میں تمہارا رشتہ جوی سے طے کر چکا ہوں، چھ ماہ بعد شادی ہوگی۔'' وہ باپ کو متحیر نگاہوں سے دیکھنے لگا تھا اسے کہاں امید تھی کہ وہ اس کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ اس کی مرضی کے بغیر لے لیں گے۔

''پاپا! اتنا بڑا فیصلہ آپ اکیلے کیسے لے سکتے ہیں؟'' اس کے لہجے میں تلخی تھی۔

''فیصلہ لے لیا ہے اب بدلے گا نہیں۔'' لہجہ بے لچک تھا۔

''مگر مجھے جویریہ سے شادی نہیں کرنی، میں نایاب سے محبت کرتا ہوں، نایاب سے میری شادی ہو......''

''مائل! جو فیصلہ ایک بار میں نے لیا، بس لے لیا، تمہاری شادی جویریہ سے ہی ہوگی۔'' وہ نہایت درشتی سے بولے تھے۔

''اور میں جویریہ سے کسی قیمت پر شادی نہیں کروں گا، کیونکہ میں نایاب سے شادی کر......''

''تم نے جویریہ سے شادی نہ کی تو میں تمہیں اپنی جائیداد سے عاق کر دوں گا۔'' وہ اپنے بے حس باپ کو دیکھنے لگا تھا۔

''شوق سے کیجئے مجھے دولت کی چاہ نہیں ہے پاپا۔'' اس کی آواز یکدم بھرا گئی تھی۔

''میں یہاں دولت کی لالچ میں نہیں، آپ کی محبت کے حصول کے لئے آیا تھا، مما نے بچپن سے یہی کہا کہ میرے پاپا زندہ ہیں، مگر کہاں کیسے ہیں؟ وہ یہ نہیں بتائیں گی۔'' وہ بیٹے کو دیکھتے گئے تھے جس کی سفید رنگت ضبط کی کوشش میں سرخ ہو رہی تھی۔

''میرے کسی سوال کا جواب انہوں نے کبھی نہیں دیا، کبھی اپنی کبھی اللہ کی قسم دے کر میرے سوالوں کو میرے اندر ہی دباتی رہیں، مگر جب مما، مما کو پتہ چلا کہ ان کو کینسر ہے۔'' اس پتھر شخص کے دل کو اس خبر سے کچھ ہوا تھا۔

''تب انہوں نے خود مجھے آپ کے بارے میں بتایا، آپ نے مما کے ساتھ اچھا نہیں کیا تھا انہیں اپنے گھر سے نکال دیا تھا۔''

''کیونکہ تمہاری ماں اسی سب کی مستحق تھی، میں ایک بدکردار عورت کو اپنے گھر میں رکھ ہی نہیں سکتا تھا۔'' وہ بیٹے کی بات قطع کر کے غصہ سے بولے تھے۔

''پاپا!'' وہ اشتعال کی حدوں کو چھونے لگا تھا۔

''باخدا! آپ میرے فادر نہ ہوتے تو میں اپنی ماں کی توہین کبھی برداشت نہ کرتا۔'' وہ بہت ضبط کا مظاہرہ کر گیا تھا۔

''وہ عورت ہے ہی توہین کے لائق۔'' وہ پہلے سے زیادہ حقارت سے بولے تھے اس نے دانت پر دانت جما کر مٹھیاں بھینچ لی تھیں خود کو کچھ کہنے سے وہ بمشکل روکے ہوئے تھا۔

''تایا ابو! تائی ماں کے بارے میں ایک لفظ برا مت کہیں۔'' جویریہ ماں کے نئے کارنامے کو جان لینے کے بعد ان کی اصلیت

روحیل درانی کو بتانے آئی تھی، ان دونوں کی آوازیں سن کر دروازے میں جم گئی تھی اور جب اس کا اندر آنا ناگزیر ہوگیا تو وہ اندر داخل ہوگئی اس کو دیکھ وہ دونوں جتنا نہیں چونکے تے اس سے کئی گنا زیادہ متحیر اس کی بات سن کر ہو گئے تھے۔

"تائی امی کے بارے میں کچھ غلط مت کہیں، وہ ایسی نہیں ہیں جیسا آپ کہہ رہے ہیں، جیسا آپ نے انہیں گزرے پچیس سالوں میں سمجھا ہے۔" اس کا لہجہ بھیگنے لگا تھا وہ دونوں ہی متحیر سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"جوی بیٹا جس بارے میں تمہیں علم نہیں ہے اس بارے میں بات نہ کرو اور اپنے کمرے میں جاؤ۔" روحیل حیرانگی سے نکلتے درشتگی سے بولے تھے۔

"لاعلم تو آپ ہیں تایا ابو! تائی امی کی اچھائی ان کے صبر سے۔" وہ اب کے ذرا تلخی سے بولی تھی۔

"مما اور پھپھو کی سازشوں سے لاعلم ہیں، آپ کو تائی امی کے خلاف کرنے والی کوئی اور نہیں مما ہیں، آپ کی زندگی سے انہیں نکالنے والی مما ہیں۔" اس کے آنسو روانی سے بہہ رہے تھے اور وہ ماضی کے کرب ناک حقیقت انہیں بتاتی چلی گئی تھی۔

☆☆☆

روحیل درانی دو بھائی اور ایک بہن تھے، راحیل درانی چھوٹے تھے انہوں نے بی کام کیا تھا اور بینک میں معمولی پوسٹ پر کام کر رہے تھے اس کے برعکس روحیل درانی انہوں نے اپنی محنت اور ذاتی لگن سے ایم بی اے کیا تھا اور دوست کے ساتھ مل کر کنسٹرکشن کا کاروبار شروع کیا تھا ان کی محنت رنگ لائی تھی اور ان کا بزنس ترقی کرنے لگا تھا، مریم روحیل درانی کی اکلوتی پھپھی کی اکلوتی بیٹی تھی، مریم کم عمری سے ہی راحیل درانی سے محبت کرتی تھی، روحیل درانی کی ترقی روپے پیسے کی ریل پیل دیکھ کر مریم کی والدہ چاہتی تھیں کہ اس کی شادی روحیل سے ہو جائے مگر وہ اس کے لئے راضی نہ ہوئی، راحیل درانی سے اس کو محبت تھی اسی سے شادی کرنا چاہتی تھی، روحیل درانی اپنی کلاس فیلو ماروی حسن سے محبت کرتے تھے، ماروی حسن کا تعلق اپر کلاس سے تھا، اس لئے انہوں نے کبھی اظہار محبت نہ کیا جب وہ اپنی محبت کو پانے کے قابل ہو گئے تو انہوں نے ماں کو ماروی حسن کا رشتہ لے کر بھیج دیا قسمت ان پر یہاں بھی مہربان رہی اور کسی تنازعے اور مشکل کے بغیر ماروی حسن ان کی بیوی بن گئیں، دونوں بھائیوں کی شادی ساتھ ہی ہوئی تھی، مریم راحیل درانی کے ساتھ خوش تھی، لیکن دھیرے دھیرے ماں کی برین واشنگ کے سبب اسے راحیل کی معمولی جاب اور معمولی تنخواہ کھلنے لگی تھی اور ان دونوں میں جھگڑا ہونے لگا تھا وہ راحیل کو اٹھتے بیٹھتے، روحیل درانی کی مثالیں دیتی رہتی، راحیل ایک ٹھنڈے مزاج کا من موجی قسم کا بندہ تھا، اسے رو اور دو چار کی لگن کبھی نہیں رہی تھی، گھر میں بہت زیادہ خوشحالی نہیں تھی تو غربت بھی نہ تھی اس نے ہمیشہ جتنا تھا اس پر گزارا کیا تھا، وہ اپنی جاب سے مطمئن تھا لیکن مریم اس کے اطمینان کو غارت کرنے لگی تھی اور مریم کو اکسانے والی اس کی ماں تھی، وہ ماروی کی برتری بیٹی پر ثابت کرنے اور اسے غلط فیصلہ کرنے کا احساس دلاتے پر تلی رہتی تھی، یونہی دو سال گزر گئے تھے، روحیل اور ماروی کے ہاں ابھی کوئی اولاد نہ تھی جبکہ راحیل درانی ایک بیٹے کے باپ بن گئے تھے اور مریم دوسری مرتبہ امید سے تھیں، راحیل درانی صبح بینک گئے تھے اور واپسی میں ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہو گئے تھے، مریم کا رویہ شادی کے بعد چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو گیا تھا مگر وہ راحیل سے بے حد محبت کرتی تھی اس کی موت نے اسے بالکل نڈھال کر دیا تھا، راحیل کی موت کے تین ماہ بعد جویریہ اس دنیا میں آئی تھی، شوہر کی موت سے وہ دکھی تھی، دونوں بچوں کی طرف توجہ نہیں دے پا رہی تھی مریم کی والدہ ہی خیال رکھتی تھیں وہ بیٹی کو اپنے گھر نہیں لے گئی تھیں وہ راحیل اور روحیل درانی کے گھر میں ہی تھی وہ خود وہیں آ گئی تھیں اور انہوں نے ماروی کو اجاڑ کر بیٹی کو روحیل درانی کے ساتھ بسانے کی پلاننگ کر کے عمل درآمد شروع کر دیا تھا وہ ان دونوں میں بدگمانیاں اور برائیاں پھیلانے لگی تھیں، ماروی کا امیج ان کے سامنے خراب کرنے لگی تھیں وہ بیوی سے بدگمان ہونے لگے تھے انہیں پھپھو کی کہی باتیں درست لگنے لگی تھیں کہ ماروی حسن ان سے نہیں اپنے تایا کے بیٹے سے محبت کرتی ہیں، وہ ایک اداس سی شام تھی، ماروی کی طبیعت کچھ دنوں سے گری گری سی تھی، وہ چکرا کر گری تو ناچار شائستہ (مریم کی ماں) کو اسے ہاسپٹل لے جانا پڑا تھا کہ روحیل آفس کے کام کے سلسلے میں کراچی سے باہر تھے، جو خبر انہوں نے سنی اسے سن کر انہیں دھچکا لگا تھا اور وہ ایسا سوچنے لگی تھیں کہ خوشخبری روحیل درانی کو نہ ملے اور وہ ماروی کو اپنی زندگی سے نکال دیں، اب ان کی تمام سازشوں میں مریم ہی نہیں کلثوم (روحیل کی چھوٹی بہن) بھی شامل ہو گئی تھی کہ اس کے دو بیٹے تھے اور کلثوم کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی تھی۔ ماروی فطرتاً نرم مزاج تھی، اس نے کسی سے بیر نہیں باندھا تھا، ان کی سازشوں سے پریشان ہو گئی تھی مگر وہ صرف مریم کی ماں کو ہی غلط سمجھ رہی تھی اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ دونوں بھی ان کے ساتھ شامل ہیں، ہاسپٹل سے گھر آنے کے بجائے ماروی اپنے گھر چلی گئی تھی کہ روحیل نے تقریباً تین سے چار دن بعد لوٹنا تھا، ماروی کے پیرنٹس خوش تھے، ماروی کے فادر اور ان کے بڑے بھائی اپنی فیملی کے ساتھ اکٹھے رہتے تھے، سجاد اس کے تایا کے اکلوتا بیٹا تھا اور اپنی پھپھو زاد سے منسوب تھا، روحیل گھر آئے تھے تو بیوی نہیں تھی اور ماروی کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر ان تینوں نے ہی انہیں ماروی کے خلاف کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی، شائستہ نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے میکے اتنا جاتی ہی صرف سجاد سے ملنے کے لئے ہے، روحیل اور ماروی ڈھائی سالوں سے ساتھ تھے مگر جیسے ان کی عقل نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا وہ صرف وہ سن اور سمجھ رہے تھے جو انہیں سمجھایا جا رہا تھا، ذہن الجھا ہوا تھا، انہیں واپس آئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے لیکن ماروی کو نہ فون کیا نہ گئے، ماروی بھی رابطہ نہ کر سکی کہ اس کی پھپھو کا انتقال ہو گیا تھا، اس نے گھر فون کر کے شائستہ کو بتا دیا تھا مگر وہ لوگ تدفین میں نہ گئے، شائستہ نے اس وقت خود ہی ماروی سے کہا تھا کہ وہ روحیل کو فون کر کے نہ بتائے وہ آ تو سکے گا نہیں، پریشان ہو جائے گا، سادہ فطرت ماروی ان کی چال سے انجان اور اس سے بے خبر کہ وہ واپس آ گئے ہیں، ان کی باتوں میں آ گئی اور انہیں فون نہ کیا، تیسرے دن جب وہ بیوی کو لینے سسرال آئے تو لاؤنج کی دہلیز سے ہی پلٹ گئے کہ انہوں نے ماروی کو سجاد کے کاندھے پر سر رکھے دیکھا تھا آج ان کے تمام سوالوں کے جواب مل گئے تھے، گھر آ کر بھی وہ منظر آنکھوں میں گھومتا رہا کہ ان کی بیوی اپنے کزن کے بے حد نزدیک کھڑی تھی، سجاد کا ہاتھ اس کے سر پہ ٹھہرا تا، وہ

اس کے آنسو صاف کر رہا تھا اور انہوں نے کسی تصدیق کے بغیر ہی آنکھوں دیکھی پر یقین کیا اور ماروی جب لوٹی تو اسے بدکردار کا طعنہ دے کر گھر سے نکال دیا، ماروی انہیں سچائی بتانا چاہتی تھی مگر انہوں نے موقع نہ دیا، وہ یہ کہتی کہ اسے طلاق نہیں چاہیے ان کے گھر سے نکل گئی تھی، اس کے بعد نہ انہوں نے رابطہ کیا اور نہ ہی ماروی پلٹ کر آئی، ماروی کے تایا اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ لندن شفٹ ہو رہے تھے، ماروی کے کہنے پر اس کے فادر نے بھی باہر جانے کے انتظامات کر لئے تھے، بیس سال وہ لوگ لندن میں رہے تھے، ماروی کے پیرنٹس اور تایا انتقال کر گئے تھے، ماروی اپنے بیٹے ماثل اور سجاد اپنی فیملی کے ساتھ اسلام آباد شفٹ ہو گئے تھے، سجاد کے دو بچے تھے، بیٹا بڑا تھا اور لندن یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا، بیٹی چھوٹی تھی اور اس کی شادی اس کی اور ماثل کی پسند سے ہو گئی تھی، ماروی نے بیٹے کو شوہر کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا، مگر جب زندگی بے وفائی کرنے لگی تھی تو انہوں نے بیٹے سے کچھ بھی پوشیدہ نہ رکھا اسے باپ سے نفرت محسوس ہوئی تھی لیکن ان سے اس نے محبت بھی کی تھی کمی بھی محسوس کی تھی ماروی نے فیصلہ اس پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ باپ کے پاس جائے یا نہیں، وہ نہیں آنا چاہتا تھا مگر سجاد کے کہنے پر وہ آ گیا تھا، باپ کی شفقت کی امید لئے آیا تھا مگر وہ مایوس ہوا تھا، انہوں نے اس کو دیکھ کر بھی شفقت سے اس کے چہرے و سر پر ہاتھ نہیں پھیرا تھا، وہ اتنی اچانک آیا تھا کہ انہیں سازش کا موقع نہیں ملا تھا اور اس کے آنے کے بعد کچھ اس لئے نہ کر سکیں تھیں کہ ماثل میں باپ کی مشابہت بہت تھی۔ وہ ہو بہو روحیل کی جوانی کی تصویر تھا۔

''مما، پھپھو اور نانو نے آپ کے ساتھ کتنا غلط نہیں کیا، جتنا خود آپ نے اپنے ساتھ غلط کیا، تائی ماں پر آپ بھروسہ نہ کر سکے جبکہ ڈھائی سال کسی کے کردار اس کی اچھائی جاننے کے لئے بہت ہوتے ہیں۔'' وہ تمام تفصیل بتا کر چپ ہو گئی تھی اور انہوں نے اب کے وہی بات بتائی تھی جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی اور جسے سن کر ماثل بول پڑا تھا۔

''آپ نے جو دیکھا وہ اس وقت تو غلط ہو سکتا تھا جب سجاد ماموں، مما کے صرف کزن ہوتے، اس وقت غلط نہیں ہو سکتے جب ان کا مما سے رضائی رشتہ تھا، وہ مما کے صرف کزن نہیں ہیں، دودھ شریک بھائی بھی ہیں۔'' اس نے کوئی دھماکہ کیا تھا اور ان کی آنکھوں میں وہ منظر گھوم گیا تھا، قابل گرفت بات تو انہوں نے نہیں دیکھی تھی۔

''صرف وہ سجاد کے کاندھے پر سر رکھے رو رہی تھیں، سجاد کا ہاتھ ان کے سر پر تھا اور انہوں نے آنسو صاف کیے تھے۔''

''اور جس دن آپ نے مما کو گھر سے نکالا وہ آپ کو ہی سب بتانے والی تھیں کہ آپ نے ان کے کردار پر کیچڑ، سجاد ماموں کا نام لے کر ہی اچھالی تھی، وہ آپ کو بتانا چاہتی تھیں کہ سجاد ماموں ان کے بھائی ہیں، مگر آپ سب نے مما کو موقع نہیں دیا، کہ آپ کی پھپھو (مریم کی والدہ) اس حقیقت سے واقف تھیں، مما گھر سے چلی گئیں، مما کو یقین تھا کہ آپ ان سے رابطہ کر لیں گے مگر آپ نے نہیں کیا تو مما ملک چھوڑ کر چلی گئیں کہ وہ آپ سے طلاق نہیں چاہتی تھیں، مریم آنٹی نے ان سے فون کر کے یہی کہا تھا کہ اگر انہوں نے اب آپ سے رابطہ کیا تو آپ مما کو طلاق دے دیں گے، اس لئے مما نے آپ سے کبھی رابطہ نہیں کیا، کبھی مجھے نہیں بتایا کہ آپ میرے پاپا ہیں۔'' وہ بھیگی پلکوں سے بت بنے کھڑے باپ کو دیکھ کر کمرے سے نکل گیا تھا، اس کا رخ گیسٹ روم کی جانب تھا۔

''ماثل! وہ آپ کی پھپھی، وہ کہہ رہی تھیں کہ آپ کی شادی جویریہ سے ہو رہی ہے، کیا آپ جویریہ سے شادی کر لیں گے؟'' ماثل اسے روتے دیکھ کر پریشانی سے اس کی طرف بڑھا تھا اور وہ اس کا ہاتھ تھام کر روتے ہوئے کچھ دیر قبل کہی مریم کی بات کو دہراتی آس سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

''واٹ ربش، میں کیوں کرنے لگا جویریہ سے شادی۔'' وہ قدرے غصیلے انداز میں بولا تھا کہ وہ ایک محاذ سے آیا تھا دوسرا تیار دیکھ اس کے سر میں درد ہونے لگا تھا۔

''آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ آپ شادی تو نہیں کریں گے ناں؟'' وہ اس کے خوبصورت چہرے پہ پھیلے خوف و ہراس کو دیکھ زیر لب مسکرا دیا، کہ اسے اپنی ٹینشن میں بھی اس کا خیال تھا۔

''جویریہ سے نہیں کروں گا شادی تو کرنی تھی وہ تم سے کر لی۔'' نرمی سے اسے اپنے قریب کر کے اس کے آنسو پونچھے تھے۔

''تم اپنے اور میرے سامان کی فوری پیکنگ کر لو ہم واپس جا رہے ہیں۔'' اس نے فیصلہ لیا تھا۔

''لیکن اتنی جلدی؟ کیا ہوا ہے؟ آپ واپس چلے جائیں گے تو پھپھو کو ان کی خوشیاں کیسے لوٹائیں گے؟'' وہ حیران ہوئی تھی۔

''مما! کی خوشی مجھ سے جڑی ہے اور میں واپس لوٹ رہا ہوں، میں خوامخواہ میں ہی یہاں ماموں کے کہنے پر آیا، مجھے مما کی بات مان کر نہیں آنا چاہیے تھا، مما نے ٹھیک کہا تھا، یہاں کے لوگ جذبوں اور عزت کے مطالب بھی نہیں جانتے، رشتوں کا تقدس رکھنا نہیں آتا اور میں اب یہاں ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتا، تم واپس چلنے کی تیاری......'' وہ دکھی لہجے اور نم آنکھوں سے کہہ رہا تھا کہ جھٹکے سے کوئی دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا تھا، وہ دونوں ہی چونک اٹھے تھے، حجاب بڑی تیزی سے اس سے الگ ہوئی تھی، کلثوم اور مریم ان دونوں کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہی تھیں۔

''کیا ہو رہا تھا یہاں؟ شرم تو تم لوگوں میں ہے ہی نہیں، جیسی ماں بدکردار تھی ویسا ہی بیٹا۔'' مریم کی زبان زہر اگل رہی تھی۔

''زبان سنبھال کر بات کیجئے، میری مما کے خلاف ایک لفظ بھی بولا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔'' اس کے لہجے میں شیر کی سی دھاڑ تھی، چہرہ شدت ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔

''تم ماں بیٹے سے زیادہ برا کوئی ہو بھی نہیں سکتا، جیسے کارنامے تم لوگ انجام دیتے ہو کوئی دے ہی نہیں سکتا، مگر یہاں یہ شریفوں کا گھر ہے، یہاں تم اس اپنی نام نہاد دوست کے ساتھ رنگ رلیاں نہیں منا سکتے، اسی وقت اس گھر سے نکال جاؤ۔'' وہ نہایت بدلحاظی وحقارت سے بولی تھیں ان کی اور ماثل کی آواز اتنی اونچی تھی کہ اپنے کمرے سے روحیل درانی اور جویریہ بھی وہیں آ گئے تھے، روحیل درانی کچھ کہنے کے لئے آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ وہ بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔

''مریم راحیل! یہ گھر آپ کا نہیں میرا ہے، یہاں سے میں نہیں آپ جائیں گی اور میں اپنے گھر میں کچھ بھی کروں اس سے آپ کو کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے۔'' وہ ضبط کے کڑے مرحلے سے گزر رہا تھا وہ باپ کی آخری بار آزمائش کر لینا چاہتا تھا، وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جس نے بیوی کو

بے سہارا چھوڑ دیا تھا وہ آج بیٹے کا سہارا بنے گا یا آج بیٹے کو بھی بے سہارا کر دے گا۔

''سن رہے ہیں آپ بھائی صاحب! یہ ہے بھابھی صاحبہ کی پرورش، وہ خود جیسے بدکردار تھیں بیٹے کی تربیت بھی ویسی ہی کی، اسے اس لڑکی کے ساتھ گناہ کرتے ہم نے رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔'' وہ مائل سے ایسی بات کی توقع نہ رکھتے ہوئے دھچکا کھا کر رہ گئی تھیں، پھر سنبھل کر روحیل درانی کی جانب بڑھی تھیں، حجاب زلزلوں کی زد پر تھی کچھ کہتی کہ وہ اس کا ہاتھ تھام گیا تھا، وہ بھیگی آنکھوں سے بے بسی واذیت سے اسے دیکھنے لگی تھی اور اس نے نی الحال چپ رہنے کی التجا کی تھی اور نگاہ باپ پر جما دی تھی۔

''تڑاخ! نہ میری بیوی بدکردار تھی نہ میرا بیٹا بدکردار ہے۔'' کمرے میں موجود ہر نفوس ساکت رہ گیا تھا، مریم گال پر ہاتھ رکھے روحیل درانی کو دیکھ رہی تھیں۔

''واہ بڑی جلدی خیال آ گیا آپ کو، کہ آپ کی بیوی بدکردار نہیں ہے۔'' وہ تھپڑ کھا کر چیخ اٹھی تھیں۔

''خود ہی تو آپ نے اسے بدکردار کا سرٹیفکیٹ دے کر اپنے گھر اور زندگی سے نکال دیا تھا، یکدم ہی آپ کو کیسے الہام ہو گیا کہ آپ کی بیوی بدکردار نہیں ہے اور یہ بیٹا اسے اس لڑکی کے ساتھ دیکھ کر بھی آپ ہی اسے بدکردار سمجھ سکتے ہیں، یہ بدکردار ماں کا بدکردار زانی بیٹا......'' وہ نفرت سے پھنکاری تھیں۔

حجاب اپنا ہاتھ چھڑاتی تیر کی تیزی سے مریم کی جانب لپکی تھی۔

''خبردار جو آپ نے مجھ پر یا میرے شوہر پر انگلی اٹھائی۔'' وہ پھنکاری تھی۔

اور وہ ''شوہر'' پر ہی اٹک گئی تھیں اور اس نے دوسرے ہی لمحہ اپنا نکاح نامہ لا کر ان کے منہ پر دے مارا تھا۔

''یہ دیکھیے یہ ہے ہمارا نکاح نامہ، میں حجاب سجاد، مائل درانی کی بیوی ہوں۔'' سب لوگ ساکت تھے لیکن ماں کی تذلیل پر جویریہ کی آنکھوں سے اشک رواں تھے اور لب خاموش تھے۔

''مجھے ماروی حسن، سمجھنے کی غلطی مت کیجیے گا میں اپنے حق اور کردار کی جنگ لڑ سکتی ہوں، اتنی کمزور نہیں ہوں کہ خود پر لگائے جھوٹے الزامات کو خاموشی سے سن لوں، مائل درانی میرا شوہر ہے اور میں اس کے ساتھ کیسے رہوں گی؟ کیسے رہتی ہوں، یہ میرا فیصلہ واختیار ہے، آپ بیچ میں بولنے والی ہوتی کون ہیں؟ آپ کو اتنی بھی تمیز نہیں ہے کہ کسی کے کمرے میں جانے سے پہلے اجازت لیتے ہیں اور دہائی دیتی ہیں اپنی شرافت کی، یہی ہے آپ کی شرافت کہ آپ نے ایک بیوی کو اس کے شوہر سے الگ کر دیا اور آپ یہاں کس حق سے رہ رہی ہیں؟ روحیل درانی سے آپ کا رشتہ کیا ہے؟ کس رشتے سے آپ نے یہاں پچیس برس گزار دیئے؟'' وہ نہایت تلخی سے کہتی ان کو دیکھ رہی تھی۔

''روحیل درانی نہ آپ کے فادر ہیں نہ بھائی، نہ شوہر تو کیوں ہیں آپ یہاں؟ اور ماروی حسن پر آپ نے اور آپ کی ماں نے مل کر الزام لگایا کہ وہ اپنے کزن سجاد حسین کے ساتھ انوالو ہیں، محبت کرتی ہیں، ان سے ہاں ماروی حسن، سجاد حسین سے محبت کرتی تھی، کرتی ہے اور کرتی رہے گی، کیونکہ قانون اور شریعت نے ماروی حسن کو سجاد حسین سے محبت کرنے کا حق دیا ہے، جیسے حجاب سجاد، فرجاد سجاد سے محبت کرتی ہے، جیسے جویریہ راحیل، معاذ راحیل سے محبت کرتی ہے، محبت کرنے کا حق رکھتی ہے، ٹھیک ویسے ہی ماروی حسن بھی سجاد حسین سے محبت کرنے کا حق اپنی تائی کے دودھ کے ساتھ لکھوا لائی تھی، ماروی حسن، سجاد حسین کی ماں جائی نہیں ہے لیکن سجاد حسین کی وہ رضاعی بہن ہے اور رضاعی بھائی اور حقیقی بھائی میں کوئی فرق نہیں ہوتا، دونوں میں محبت، عزت واحترام کا رشتہ ہوتا ہے، نکاح حرام ہوتا ہے، سنا آپ نے مسز مریم راحیل اور مسز کلثوم درانی، ماروی حسن اور سجاد حسین میں پاک جائز رشتہ تھا، ہے اور رہے گا، روحیل درانی کل بھی آپ کے نامحرم تھے، آج بھی نامحرم ہیں، سجاد حسین ماروی حسن کے کل بھی محرم تھے، آج بھی محرم ہیں، اب فیصلہ آپ کا کہ کون صحیح ہے؟ کون شریف ہے؟'' اس نے اپنے آنسو پونچھے تھے۔

''بھابھی اور بھائی صاحب کے درمیان ایک بہت پاکیزہ رشتہ ہے۔'' ام کلثوم زلزلوں کی زد پر کھڑی مریم کو دیکھ کر ان کی صفائی میں بولی تھیں۔

''اچھا، واقعی ہم کیسے مان لیں، کیا ہے کیا نہیں ہمیں کیا پتہ، ہم تو وہ بات کریں گے جو دیکھیں گے۔'' اس نے تلخی سے ان کی کچھ دیر قبل کہی بات دہرا دی تھی۔

''آپ نے یہی کہا تھا نہ میں نے تو آپ کو اپنی گواہی دے دی، نکاح نامہ دکھا دیا ماروی حسن کی گواہی ان کا سجاد حسین سے رضاعی رشتہ ہے، آپ کی گواہی کون بنے گا؟ لائیے ثبوت اپنی پاکدامنی کا؟ اپنے رشتے کا۔'' وہ پچیس سالوں کی وہ اذیت کم کرنا چاہتی تھی جو اس کے پاپا اور پھپھو نے سہی تھی۔

''ہر بات ہر چیز ہر رشتے کا ثبوت نہیں مانگا جاتا، کسی کے چہرے پر رشتہ کا نام اس کا حوالہ نہیں لکھا جاتا، گھر میں یا گھر سے باہر ایک مرد اور عورت جو رہتے یا نکلتے ہیں ان کے درمیان ضروری نہیں ہمیشہ اچھا، یا ہمیشہ برا ہی رشتہ ہو، ایک عورت بھائی باپ شوہر اور بیٹے کے ساتھ گھر سے نکلتی ہے مگر عورت کے ساتھ چلتے شخص کے چہرے پر نہیں لکھا ہوتا کہ یہ مرد اس عورت کا باپ ہے بیٹا ہے، یا بھائی ہے، آنکھوں اور انداز میں جو اپنائیت اور احترام ہوتا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ساتھ چلتے مرد سے کیا رشتہ ہے اور وہ اپنائیت واحترام ہر دیکھنے والی آنکھ نہیں دیکھ سکتی، صرف وہ آنکھیں دیکھتی ہیں جن میں پہلے سے عزت و احترام ہوتا ہے اور جو رشتوں کو احترام دیتے ہیں وہی غیروں کو بھی عزت دیتے ہیں، میں آپ کے بارے میں غلط نہیں سوچ رہی کہ میں سوچ ہی نہیں سکتی، کہ مجھے مکھی کی طرح زندگی گزارنا نہیں سکھایا گیا جو صرف گندگی پر ہی بیٹھتی ہے، مجھے شہد کی مکھی کی طرح زندگی گزارنا سکھایا گیا جو صرف پھولوں پر بیٹھتی ہے، مجھے کنول کے پھول کی طرح زندگی جینے کا ہنر سکھایا گیا جو کیچڑ میں کھل کر بھی پاکیزہ رہتا ہے۔ آپ کیا کرتی ہیں؟ کیسے زندگی گزاری یہ میرا مسئلہ نہیں ہے، ہاں آپ مجھ پر انگلی اٹھانے کا حق نہیں رکھتیں اس لئے اتنا یاد رکھیں کہ باقی تین انگلیاں ہمیشہ سے ہی آپ پر اٹھی رہیں ہیں۔'' اس نے ان کے دھواں دھواں چہرے سے نگاہ ہٹائی اور اپنے آنسو صاف کرتی وارڈ روب کی جانب بڑھ گئی تاکہ واپسی کی تیاری کر لے۔

☆☆☆

''ماروی مجھے معاف کر دو۔'' روحیل درانی ان دونوں کے ساتھ ہی اسلام آباد آئے تھے اور پورے پچیس سال بعد ان کے سامنے ہاتھ جوڑے اپنے کیے کی معافی طلب کر رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے۔

''میں نے آپ کو معاف کیا روحیل۔'' وہ بھیگی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگے تھے کہاں امید تھی کہ وہ چند لفظوں کی ادائیگی کے بعد ہی معافی پالیں گے۔

''ماروی! میں تمہیں سمجھ نہیں سکا، تم پر شک کیا، تمہیں گھر سے نکال دیا، مگر میں ایک لمحہ کے لیے بھی سکون سے نہیں رہا، تم اگر اذیت میں رہیں تو کم اذیت میں نے بھی نہیں سہی، تم نے مگر مجھے معاف کر کے اپنا کچھ اور مقروض کر دیا ہے۔'' ان کی آنکھوں سے آنسو رخساروں پر لڑھک گئے تھے۔

''گھر واپس چلو ماروی!'' اپنے آنسو رگڑ کر انہوں نے اپنے سامنے کھڑی عورت کو دیکھا تھا جو آج بھی حسین تھی مگر چہرے پر بکھری اذیت آنکھوں میں ڈیرے ڈالے اداسی، آنکھوں سے چھلکتی نمی اس چہرے کو انہوں نے بہت چاہا تھا، پھر وقت نے کروٹ بدلی تھی اس چہرے سے انہیں نفرت ہو گئی تھی، مگر پچیس سال انہوں نے محبت و نفرت کے درمیان گزار دیئے تھے، دل کہتا تھا کہ محبت کیے جاؤ، دماغ نفرت کے سوا کچھ سوچنے ہی نہ دیتا، محبت و نفرت، اعتبار و شک کی جنگ میں ان کی محبت ان کا اعتبار مگر ہار گیا تھا، دل کو ان پر اعتبار تھا مگر وہ اسے اعتبار دے نہیں سکے تھے، کہ محبت ہو یا نفرت، اعتبار ہو یا شک اظہار مانگتے ہیں اور ایک وقت میں محبت کا اظہار ہو سکتا ہے یا نفرت کا پرچار اور انہوں نے محبت دل میں بسائے نفرت کا پرچار کیا تھا کہ وہ محبت کی بازی محبت کا اعتبار نفرت و شک کی آگ میں جلتے ہار گئے تھے اور ہار کبھی فتح نہیں بنتی۔

''میں نے آپ کو معاف کر دیا روحیل؟ میرا اللہ بھی آپ کو معاف کرے، مگر میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتی میں اس گھر سے جب نکلی تو میں نے واپسی کا صرف ایک در کھلا رکھا تھا کہ آپ جس دن مجھے خود سے لینے آئیں گے میں لوٹ جاؤں گی، میں نے پچیس سال آپ کے لوٹنے کا آپ کے آنے کا انتظار کیا، میری نگاہیں دروازے پر اس کی چوکھٹ پر پچیس سالوں سے اٹکی تھیں اور میری نگاہیں آج بھی انتظار میں چوکھٹ پر اٹکی ہیں، میرا انتظار ختم نہیں ہوا تو میں واپس کیسے چلوں؟'' انہوں نے اذیت سے روحیل درانی کو دیکھا تھا۔

''میں تمہیں لینے آگیا ہوں، مانا کہ دیر ہو گئی ہے مجھے آنے میں پچیس سال لگ گئے، مگر میں آ گیا ہوں۔'' وہ شرمندگی سے بولے تھے۔

''آپ آئے نہیں ہیں روحیل درانی لائے گئے ہیں۔'' ماروی نے تلخی سے ان کی بات کے درمیان کہا تھا اور وہ انہیں دیکھنے لگے تھے۔

''آپ کو بلانا ہوتا، خود سے آواز دینا ہوتا تو میرے لئے کچھ مشکل نہ تھا، مگر میں نے آپ کے لگائے الزام کے ساتھ پچیس برس اس آس میں گزارے کہ کبھی تو آپ کو لگے کہ آپ نے غلط کیا، کبھی تو احساس جاگے کہ آپ کی ماروی ایسی نہیں تھی میں آج آپ کے ساتھ کس امید پر جاؤں کل کوئی آپ سے کہے گا کہ میرا فلاں شخص کے ساتھ افیئر ہے تو آپ یقین کر لیں گے۔''

''نہیں ماروی!'' ان کی خود اذیتی پر وہ تڑپ اٹھے تھے۔

''میں آپ پر بھروسہ نہیں کر سکتی، آپ خود سے مجھے لینے آتے، خود سے احساس ہونے کے بعد کہ میں غلط نہیں ہوں، میں بدکردار نہیں ہوں، سر اٹھا کر جاتی، مگر اب نہیں، ایسے ہی آپ کے ساتھ جانا ہوتا تو پچیس سال آپ کے وجود سے مائل کو بے خبر نہ رکھتی، میں نے آپ کے آنے کے لئے در کھلا رکھا تھا، کسی کے لانے کے لئے در کھلا نہیں رکھا تھا اور آپ مجھے لینے نہیں آئے لائے گئے ہیں، مائل آپ کو سچائی نہ بتاتا تو آپ نے آج بھی مجھ سے بدگمان ہی رہنا تھا، مجھے ثبوت دے کر ہی اپنا آپ منوانا ہوتا تو پچیس سال اذیت میں نہ گزارتی، مجھے میری ذات کا مان، میری اچھائی، میرے عمل کی بنیاد پر چاہیے تھا اور وہ آپ نہیں دے سکے، ڈھائی سال ساتھ گزار کر آپ کو مجھ پر میرے کردار پر بھروسہ نہ ہو سکا، پچیس سال میرے کردار کو، میرے کسی عمل کی روشنی میں سرخرو نہ کر سکے تو میں کس آس پر آپ کے ساتھ چل پڑوں؟'' وہ ان کی باتوں سے زمین میں دھنستے چلے گئے تھے، نگاہ اور سر جھک گئے تھے اور وہ شکستہ قدموں سے شکستہ دل خالی ہاتھ پلٹ گئے تھے اور ان کے خاموشی سے پلٹ جانے پہ آخری امید بھی دم توڑ گئی تھی۔

اور روحیل درانی نے چوکھٹ بھی عبور نہ کی تھی کہ وہ لہرا کر زمین پر گری تھیں۔

''مما!'' مائل ان کی طرف چیختا لپکا تھا وہ واپس مڑے تھے اور چوکھٹ پر ہی کھڑے وہ پتھر ہو گئے تھے، ان کی نگاہیں ماروی کے چہرے پر تھیں۔

ماروی کا سر مائل کے زانو پر رکھا تھا ان کی آنکھیں چوکھٹ پر جمی تھیں، مائل نے بہتی آنکھوں سے ماں کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور وہ تڑپ تڑپ کر رونے لگا تھا، اس نے آج دعاؤں کے سائبان کو کھو دیا تھا، روحیل درانی اپنا وجود، اپنا قرار و چین ماروی کی انتظار میں کھلی آنکھوں کو سونپ آئے تھے اور ان کے بیٹے نے ان کی آنکھیں بند کر کے انہیں ان کے سکون سمیت قید کر دیا تھا اور وہ ایسے قیدی تھے جس سے رہائی موت کے بعد ہی ممکن تھی۔

☆☆☆

مریم تذلیل کرنے میں تو ماہر تھیں مگر تذلیل سہنے کے ہنر سے واقف نہیں تھیں، اپنی تذلیل سہہ نہ سکی تھیں، انہیں فالج کا اٹیک ہوا تھا، وہ ساری زندگی کے لئے آدھے وجود سے ناکارہ ہو گئی تھیں، زہر اگلنے والی فر فر چلتی زبان پر چپ کے تالے پڑ گئے تھے، ماں کی حالت دیکھ کر ارسلان اپنی بیوی کو لے کر امریکہ شفٹ ہو گیا تھا کہ وہ اور اس کی بیوی ماں کی خدمت نہیں کر سکتے تھے، حسان واپس آگیا تھا، اس نے جویریہ سے شادی کر لی تھی، حسان نے اس سے ناراض ہوا تھا، ام کلثوم اسے بھی امریکہ لے جانا چاہتی تھیں مگر وہ جویریہ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا جویریہ نے اسے شادی کے لئے یہی شرط رکھی تھی کہ وہ پاکستان میں رہے گی کہ وہ اپنی بے سہارا مفلوج ماں کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی، حسان نے اس سے محبت کی تھی اس کی محبت میں، اس کی ماں کی محبت میں لپٹی شرط مان لی تھی، وہ چاروں جویریہ ولا میں رہتے ہیں۔

مائل اور حجاب اکثر روحیل درانی سے ملنے آ جاتے ہیں، مائل نے مریم کو معاف کر دیا تھا، معاف تو انہیں ماروی نے بھی کر دیا تھا مگر سزا انہیں مل گئی تھی کہ دل دکھانے، گھر اجاڑنے اور شریعت کا مذاق بنانے والوں کو اللہ معاف نہیں کرتا، مریم اور روحیل درانی اپنا بویا کاٹ رہے تھے اور یہ سلسلہ ازل سے چلا آ رہا ہے اور ابد تک چلتا رہے گا، رکے گا بس ہم نے اب یہ فیصلہ کرنا ہے ہم پر جو مصیبت آئی ہے وہ آزمائش ہے یا مکافات عمل؟

☆☆☆